سوال

(63) کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

الحمدللہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی آلہ وصحبہ_ اما بعد:

یہ سوال بار بار پوچھا گیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے، ان کے ساتھ اختلاط کئے ہوئے ہے اور معیت عامہ کے یہی معنی ہیں نیز ان لوگوں نے درج ذیل آیات سے شبہات پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے:

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ (القصص ۲۸/۴۴)

‘‘(اے پیغمبر!) آپ (طور پہاڑ کی) مغربی جانب نہیں تھے۔’’

وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ (آل عمران ۳/۴۴)

‘‘اور نہ اس وقت آپ ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔’’

ان آیات کے ان کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو ان موقعوں پر ان کے پاس موجود نہ تھے لیکن اللہ تعالی بذاتہ ان کے پاس موجود تھا کیونکہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔

قائل نے چونکہ یہ بات کر کے سوء فہمی کا مظاہرہ کیا اور ایک زبردست غلطی کا ارتکاب کیا ہے جو اس صحیح عقیدہ کے خلاف ہے، جسے قرآن وسنت نے پیش کیا اور سلف امت نے جسے بطور عقیدہ اختیار کیا تھا لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ حق کو بیان کردوں اور اس امر عظیم کے بارے میں قائل پر جو بات مخفی رہ گئی ہے اسے واضح کردوں کہ اس کا تعلق اللہ تعالی

کے اسماء وصفات سے ہے ۔ اللہ سبحانہ وتعالی کی صفات کے بارے میں صرف وہی کہا جائے گا جو اس نے اپنی صفات کے بارے میں خود فرمایا ہے یا جو اس کی صفات کے بارے میں اس کے رسول مقبول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے ۔ صفات باری تعالی کو تکییف و تمثیل اور تحریف و تعطیل کے بغیر اس طرح مانا جائے گا جس طرح اللہ جل جلالہ کی ذات گرامی کے شایان شان ہے جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے :

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوری ۴۲/۱۱)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے ۔''

یہ بات قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اس پر تمام سلف امت کا اجماع ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنی مخلوق کے اوپر اور ان سے جدا ہے ، وہ اپنے عرش پر مستوی ہے اور استواء اس طرح ہے جس طرح اس کی ذات گرامی کے شایان شان ہے ۔ اس کا استواء اپنی مخلوق کے استواء سے مشابہت نہیں رکھتا ۔ ہاں البتہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے علم کے اعتبار سے اپنی مخلوق کے ساتھ ہے ، اپنی مخلوق کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں ۔ چنانچہ قرآن حکیم نے نہایت بلیغ اور واضح عبارتوں میں اسے بیان فرمایا اور صحیح اور صریح احادیث مبارکہ سے بھی یہی بات ثابت ہے ۔ قرآن مجید کے وہ دلائل حسب ذیل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی آسمان میں ، اپنی مخلوق سے اوپر اور اپنے عرش پر مستوی ہے :

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر ۳۵/۱۰)

''اس کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں ۔''

اللہ تعالی کے مزید فرامین :

إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ (آل عمران ۳/۵۵)

''(عیسی) میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا ۔''

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ (المعارج ۷۰/۴)

''فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں ۔''

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ (الفرقان ۲۵/۵۹)

''پھر عرش پر مستوی ہوا (وہ جس کا نام رحمن یعنی) بڑا مہربان (ہے) ۔''

أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ (الملک ۶۷/۱۶)

''کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے ۔ (یعنی پتھروں کی بارش کردے) ۔''

أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا (الملک ۶۷/۱۷)

''کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکری بھری ہوا چھوڑ دے ۔''

الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ (طہ ۲۰/۵)

''وہ رحمن جو عرش پر مستوی ہے۔''

يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ٣٦ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَى إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا (غافر۳۶/۴۰۔۳۷)

''(اور فرعون نے کہا) ہامان میرے لئے ایک محل بناؤتاکہ میں (اس پر چڑھ کر) راستوں پر پہنچ جاوں (یعنی) (آسمانوں کے راستوں پر پھر موسی کے معبود کو دیکھ لوں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔اسی طرح بہت سی صحیح اور حسن احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہے مثلارسول اللہ ﷺ کے شب معراج اپنے رب کے پاس جانا۔ابوداوداور دیگر کتب حدیث میں دم کے بارے میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ''ہمارا رب وہ اللہ (ہے) جو آسمان میں ہے،اے اللہ!تیرا نام پاک ہے اور تیرا حکم آسمان وزمین میں جاری وساری ہے۔'' حدیث اوعال میں ہے کہ ''عرش اس کے اوپر ہے،اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور وہ تمہارے حالات کو جانتا ہے۔''

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ایک باندی سے پوچھا ''اللہ کہاں ہے؟''تو اس نے جواب دیا''آسمان میں۔''تو آپ ﷺ نے فرمایا''میں کون ہوں؟''اس نے جواب دیا''آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔''تو آپ ﷺ نے فرمایا''اسے آزاد کردو،یہ ایک مومن عورت ہے۔''(صحیح مسلم)

اس طرح کی اور بہت سی احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں،ہمیں اس بات کے علم یقین کا فائدہ بخشتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پیغام حق کو امت تک پہنچا دیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے عرش معلی پر،آسمان سے اوپر ہے،عرب وعجم اور جاہلیت واسلام کی تمام امتوں کو اللہ تعالی نے اسی عقیدہ پر پیدا فرمایا ہے،سوائے ان کے جن کو شیطان نے ان کی فطرت سے دور ہٹا دیا ہو۔اس مسئلہ میں ائمہ سلف سے اس قدر اقوال مروی ہیں کہ اگر انہیں یکجا کیا جائے تو ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچ جائے۔کتاب اللہ،سنت رسول اللہ ﷺ،سلف امت،حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،تابعین عظام اور ائمہ کرام سے جنہوں نے نفس پرستی اور اختلاف کے زمانہ کو بھی پایا،اس عقیدہ کے خلاف نصا اور ظاہرا ایک حرف بھی ثابت نہیں۔ان میں سے کسی نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ اللہ آسمان میں نہیں ہے یا یہ کہ وہ عرش پر نہیں ہے اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اس کی نسبت سے تمام جگہیں برابر ہیں اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ وہ عالم میں داخل ہے نہ اس سے خارج اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ اس کی طرف انگلیوں وغیرہ سے حسی اشارہ کرنا جائز ہے بلکہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے نبی کریم ﷺ نے جب عرفات کے دن اپنی زندگی کے سب سے بڑے مجمع میں

عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بھی پوچھا ''کیا میں نے تم تک اللہ کا دین پہنچا دیا؟۔''تو سب نے کہا''ہاں آپؐ نے پہنچا دیا۔''تو آپؐ نے اپنی انگلی کو کئی بار آسمان کی طرف اٹھا کر صحابہ کرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا''اے اللہ تو گواہ رہنا۔''اس طرح کی اور بھی بہت سی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر اہل علم نے بھی اس مسئلہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے،چنانچہ ملاحظہ فرمائیے فتاوی (ابن تیمیہ)،ج۵،ص:۱۴۰۔مقصود یہ ہے کہ جہمیہ،معطلہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے اہل بدعت کا یہ عقیدہ حد درجہ فاسد،بے پناہ خبیث اور بہت بڑی مصیبت ہے کہ اس سے خالق کائنات جل وعلا کی ذات گرامی نقص لازم آتا ہے،ہم دلوں کی کجی سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں۔اس گمراہ مذہب کے باطل ہونے کے بے شمار دلائل ہیں۔ثابت شدہ شرعی دلائل سے قطع نظر عقل سلیم اور فطرت سلیم بھی اس کی منکر ہے۔مذکورہ بالا آیات سے بعض لوگوں کا استدلال بالکل باطل ہے کیونکہ ان کا گمان یہ ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی بذاتہ زمین میں موجود ہے مثلا طور(پہاڑ) کی طرف،حالانکہ اللہ تعالی کی ذات گرامی اس سے بہت بلند وبالا اور ارفع واعلی ہے۔اس قائل سے یہ بات مخفی رہ گئی ہے کہ معیت کی دو قسمیں ہوتی ہیں (۱) معیت عامہ اور (۲) معیت خاصہ،معیت خاصہ کی مثالیں حسب ذیل ہیں مثلا ارشاد باری تعالی :

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ (النحل۱۶/۱۲۸)

''یقیناجو پرہیز گارہیں اورجو نیکوکارہیں، اللہ ان کے ساتھ ہے۔''

اورفرمایا :

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (التوبۃ۹/۴۰)

''غم نہ کرواللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

نیزارشادگرامی ہے :

إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ (طہ۲۰/۴۶)

''تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا دیکھتا ہوں۔''

اوراس طرح کی دیگر آیات جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے انبیاء،اپنے مومن اور متقی بندوں کے ساتھ ہے کہ انہیں اس کی نصرت وتائید،اعانت وتوفیق ،تسدیدوکفایت اورنگہداشت وہدایت حاصل ہے،جیساکہ اللہ عزوجل کا یہ فرمان اس کے نبی حضرت محمدﷺنے روایت کیا ہے کہ ارشادباری تعالیٰ ہے کہ ''میرابندہ نوافل کے ساتھ میراتقرب حاصل کرتارہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اورجب میں اس سے محبت کرتا ہوں تواس کا کان بن جاتا ہوں،جس سے وہ سنتا ہے،اس کی آنکھ بن جاتا ہوں،جس سے وہ دیکھتا ہے،اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اوراس کا پاوں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔''اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ واقعی اپنے بندے کے اعضاء بن جاتا ہے کہ وہ ذات اس سے بلندوبالااورارفع واعلی ہے بلکہ اس سے مرادیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے تمام اعضاء کوہدایت وتوفیق سے نوازتا ہے،جیسا کہ دوسری روایت سے اس کی وضاحت ہوتی ہے جس میں یہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ ''وہ میرے ساتھ سنتا،میرے ساتھ دیکھتا،میرے ساتھ پکڑتااورمیرے ساتھ چلتا ہے''تو اس سے واضح ہواکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادکہ ''میں اس کا کان بن جاتا ہوں۔۔۔۔۔الخ'' کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسے راہ راست کی توفیق وہدایت سے نوازتااورایسے کاموں میں پڑنے سے اسے محفوظ رکھتا ہے جواس کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔

معیت عامہ کے معنی مکمل احاطہ اورعلم کے ہیں،چنانچہ اس معیت کا بھی بہت سی آیات میں ذکر ہے مثلا :

مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا (المجادلۃ۵۸/۷)

''(کسی جگہ) تین (آدمیوں) کا کانوں میں صلاح ومشورہ نہیں ہوتا مگروہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اورنہ کہیں پانچ کا مگروہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اورنہ اس سے کم یازیادہ مگروہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔''

اورفرمایا :

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید۵۷/۴)

''اورتم جہاں کہیں ہووہ تمہارے ساتھ ہے۔''

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ (الاعراف۷/۷)

''پھراپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اورہم کہیں غائب تونہیں تھے۔''

اور فرمایا :

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ (یونس ۱۰/۶۱)

''اور (اے پیغمبر) تم جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو، جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تم پر حاضر ہوتے ہیں (یعنی ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں)''

اسی طرح اور بھی بہت سی آیات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے، اس کیفیت کے ساتھ جو اس کے کمال وجلال کے لائق ہے، وہ اپنے علم کے ساتھ اپنی مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کے سامنے حاضر ہے خواہ وہ بر و بحر میں ہوں، رات یا دن کا کوئی لمحہ ہو، خواہ وہ اپنے گھروں میں ہوں یا جنگل میں اس کے علم میں سب برابر ہیں، سب اس کے بصر و سمع کے سامنے ہیں، وہ ان کے کلام کو سنتا، ان کے مکان کو دیکھتا اور ان کے اسرار اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے :

أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (ھود ۱۱/۵)

''دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، وہ تو دلوں کی باتوں سے آگاہ ہے۔''

اور فرمایا :

سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (الرعد ۱۳/۱۰)

''کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی) میں کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے۔''

اور فرمایا :

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطلاق ۶۰/۱۲)

''تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ (معبود) ہے نہ کوئی رب۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معیت عامہ کی آیات کو علم سے شروع کیا اور علم ہی پر ختم کیا ہے تاکہ بندے یہ جان لیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کے حالات اور تمام معاملات کو جانتا ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ ان کے گھروں میں، ان کے غسل خانوں میں یا دیگر مقامات پر ان کے ساتھ مختلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس سے بہت پاک ہے۔ معیت کے معنی یہ بیان کرنا کہ وہ مخلوق کے ساتھ اپنی ذات کے ساتھ مختلط ہے، تو یہ ان اہل حلول کا قول ہے، جن کا یہ گمان ہے کہ ان کا معبود اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے، یہ اللہ تعالیٰ کو اس بات سے تو پاک قرار دیتے ہیں کہ وہ عرش پر مستوی ہو اور اپنی مخلوق سے بلند ہو لیکن اس بات سے اللہ تعالیٰ کو پاک قرار نہیں دیتے کہ وہ غلیظ اور گندی جگہوں پر موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کرے، ائمہ سلف صالح مثلاً احمد بن حنبل، عبداللہ بن مبارک، اسحاق بن راھویہ، ابوحنیفہ اور ان کے بعد کے ائمہ ھدیٰ مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور حافظ ابن کثیرؒ نے ان لوگوں کی تردید میں بہت کچھ لکھا ہے۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ وَهُوَ مَعَكُمْ اور اس کے ہم معنی آیات سے یہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ظاہری یا باطنی طور پر مخلوقات کے ساتھ مخلوط و ممزوج ہے کیونکہ مع کا لفظ کسی صورت بھی اس مفہوم پر دلالت کناں نہیں ہے، اس کی زیادہ سے زیادہ جو دلالت ہے وہ کسی امر میں مصاحبت، موافقت اور مقارنت پر ہے اور یہ اقتران ہر جگہ اس کے مناسب حال ہوگا ابو عمر طلمنکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید ۵۷/۴)

اس جیسی دیگر آیات کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسے جانتا ہے جب کہ اللہ تعالی اپنی ذات اقدس کے اعتبار سے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش معلی پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی کتاب اور جلیل القدر علماء امت وائمہ سلف کے ارشادات سے ثابت ہے اور اس کے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں ان میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں، چنانچہ ابو نصر سجزی فرماتے ہیں :

''ہمارے ائمہ سفیان ثوری، مالک، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، فضیل، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالی اپنی ذات گرامی کے اعتبار سے عرش پر اور اپنے علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔''

ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں :

''وہ علماء صحابہ وتابعین جن سے علم تفسیر منقول ہے، وہ ارشاد باری تعالی

مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ عرش پر مستوی ہے لیکن علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔ اس مسئلہ میں حضرات صحابہ کرام وتابعین میں سے کسی بھی ایسے شخص نے مخالفت نہیں کی جس کا قول قابل حجت ہو۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد باری تعالی :

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (الحدید ۴/۵۷)

''اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔''

کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالی تمہارے اعمال کا نگہبان وگواہ ہے خواہ تم جہاں کہیں اور جس جگہ بھی ہو، بر و بحر میں ہو یا دن رات کی کسی گھڑی میں اپنے گھروں میں رہ رہے ہو یا جنگلوں میں، تمہاری یہ تمام حالتیں اس کے علم میں یکساں طور پر ہیں، تمہاری تمام کیفیتیں اس کی سماعت وبصارت کے تحت ہیں، وہ تمہارے کلام کو سنتا، تمہاری جگہ کو دیکھتا اور تمہاری مخفی باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا :

أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (ھود ۱۱/۵)

''دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، وہ تو دلوں کی باتوں سے آگاہ ہے۔''

اور فرمایا :

سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (الرعد ۱۳/۱۰)

''کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی) میں کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے۔''

اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ پروردگار، اسی طرح حافظ ابن کثیر نے سورہ مجادلہ کی آیت مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ۔ ۔ ۔ ۔ أَيْنَ مَا كَانُوا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ ان پر مطلع ہے، ان کے کلام، ان کی مخفی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو سنتا ہے، اللہ اسے جانتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے مقرر کردہ فرشتے بندوں کی باتوں کو ان کے نامہ اعمال میں لکھتے بھی جا رہے ہیں، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے :

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (التوبة۷۸/۹)

"کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے بھیدوں اور مشوروں تک سے واقف ہے اور یہ کہ وہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔"

اور فرمایا:

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ (الزخرف ۸۰/۴۳)

"کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو سنتے نہیں؟ ہاں ہاں (سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس (ان کی) سب باتیں لکھ لیتے ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ کئی ایک علماء نے بیان فرمایا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں معیت سے مراد اللہ تعالی کا علم ہے لیکن اس کے علم کے ساتھ اس کی سماعت بھی مخلوق کو محیط اور اس کی بصارت بھی نافذ ہے کہ وہ ذات گرامی اپنی مخلوق پر اس طرح مطلع ہے کہ مخلوق کا کوئی امر اس سے مخفی نہیں ہے۔

سلف کا کلام اس موضوع سے متعلق اس قدر کثرت کے ساتھ ہے کہ اسے شمار نہیں کیا جاسکتا، مقصود یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالی اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور وَهُوَ مَعَكُمْ کے معنی یہ ہیں کہ وہ بذاتہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے اور اس کی طرف اشارہ جائز نہیں، یہ حد درجہ ساقط اور باطل ہے جیسا کہ بے شمار واضح دلائل سے یہ ثابت ہے، جن میں سے بعض دلائل کو قبل ازیں بیان بھی کیا جاچکا ہے۔ اجماع اہل علم کی روشنی میں بھی یہ عقیدہ باطل ہے، جیسا کہ بعض ائمہ کرام کے اقوال اس سلسلہ میں بیان کئے جاچکے ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہے کہ جو لوگ حلول کے قائل ہیں یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی بذاتہ اپنی مخلوق میں حلول کرجاتا ہے، وہ راہ راست سے بھٹک گئے اور بہت دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ اللہ تعالی کی طرف انہوں نے ایک خلاف حق بات کو منسوب کیا ہے اور اللہ تعالی کی معیت کے بارے میں وارد آیات کی انہوں نے اہل علم کی تفسیر کے خلاف غلط تاویل کی ہے۔ ہم ذلت ورسوائی اور بغیر علم کے اللہ تعالی کی طرف کوئی بات منسوب کرنے سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں اور اس سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں حق پر ثابت قدم رکھے اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے بے شک وہی قادر و کارساز ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ

فتاوی مکیہ